رسائل و مسائل

تقرب الٰہی اور ذکر الٰہی

سوال: "خانقاہ کو مرکز ہدایت بنایئے" (مئی ۹۸) کے عنوان کے تحت آپ نے لکھا ہے کہ ہمارے زمانے میں تقرب الی اللہ کا انحصار (محض) اللہ کے ذکر پر نہیں بلکہ اس کا اصل ذریعہ اقامت دین کی اس جدوجہد پر ہے جو مولانا مودودیؒ نے شروع کی اور جو فریضہ وقت ہے۔ اس میں جو باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں وہ یہ ہیں:

۱- یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کا ذکر پہلے تو ذریعہ تقرب تھا لیکن اب نہیں رہا؟

۲- یہ فریضہ وقت کیا ہوتا ہے جس پر اب تقرب الی اللہ کا انحصار ہے؟ اس فریضے کا تعین اور تحدید کون کرتا ہے؟ کیا یہ فریضہ ہر زمانے میں بدلتا رہتا ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۳- اس عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ اقامت دین وہ فریضہ وقت ہے جس کا تعین اور ابتدا مولانا مودودیؒ نے کی ہے۔ اس سے ذہن میں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں' مثلاً یہ کیسے ممکن ہے کہ چودہ صدیوں تک صحابہ' تابعین' تبع تابعین' ائمہ اربعہ اور دیگر اسلاف ایسی بنیادی بات سے بے خبر رہے ہوں جو مولانا مودودیؒ کے نزدیک تقرب الی اللہ کا اصل ذریعہ ہے؟ اور اگر مولانا مودودیؒ کی رائے اجتہاد پر مبنی ہے تو جماعت اسلامی کے چند ہزار ارکان کے علاوہ کیا کروڑوں مسلمانان عالم جو مولانا مودودیؒ کی اس رائے سے واقف یا متفق نہیں ہیں تو کیا وہ سب تقرب الی اللہ سے محروم متصور ہوں گے؟

جواب: میری بات کو آپ غلط سمجھے ہیں۔ میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ پہلے زمانے میں ذکر الٰہی' قرب الٰہی کا ذریعہ تھا اور اب نہیں رہا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ جب ایک آدمی فرائض کا تارک ہو تو مستحبات کو ادا کرنے سے قرب الٰہی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس وقت اللہ کی شریعت معطل ہے' اس کو قائم کرنا مسلمانوں کی اولین ذمہ داری اور فریضہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شریعت قائم فرما دی تھی اور وہ اس وقت تک قائم رہی جب تک خلافت قائم رہی۔ جب خلافت ختم ہو گئی تو شریعت کا نظام بھی انگریزوں اور کفار کے ہاتھوں معطل ہو گیا۔ دور غلامی میں شریعت معطل رہی۔ جب آزادی حاصل ہوئی تو چاہیے تھا

کہ شریعت کا نظام بحال کر دیا جاتا لیکن افسوس ہے کہ وعدوں اور نعروں کے باوجود شریعت کا نظام ابھی تک بحال نہیں ہوا۔ شریعت کو بحال کرانا تمام علما کا متفقہ نظریہ ہے۔ یہ ہر مسلمان کا اولین فرض اور اس کے مسلمان ہونے کا تقاضا ہے۔ یہ شعور بیدار ہو تو شریعت پامال نہیں کی جا سکتی۔ اس کے لیے منظم جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس راہ میں ہر طرح کی قربانیاں بھی آئیں گی جس طرح خود اللہ کے رسولؐ اور ان کے ساتھیوں نے پیش کیں۔ مولانا مودودی رحمتہ اللہ کے نزدیک اقامت دین کا یہی مفہوم ہے، لیکن یہ تنہا مولانا مودودیؒ کا نظریہ نہیں بلکہ تمام علما کے نزدیک یہ دین کا ایک بنیادی فریضہ ہے۔ اگر ایک آدمی ایک طرف زبانی ذکر اذکار کرتا ہے لیکن نفاذ شریعت سے غیر متعلق ہے، اس میں وہ اہل حق سے تعاون نہیں کرتا تو پھر اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت نہیں پا سکتا۔ حضرت حسن بصریؒ آیت فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ...... کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فاذکرونی فیما افترضت علیکم اذکرکم فیما اوجبت لکم علیٰ نفسی، مجھے ان فرائض کے ذریعے یاد کرو جو میں نے تم پر عائد کیے ہیں تو میں تمھیں ان اعزازات اور ثوابوں کے ذریعے یاد کروں گا جو میں نے اپنے اوپر تمھارے لیے لازم کیے ہیں۔ سعید بن جبیرؒ مشہور تابعی فرماتے ہیں: اذکرونی بطاعتی اذکرکم بمغفرتی (تفسیر ابن کثیر، آیت نمبر ۱۵۲)، یعنی تم مجھے میری اطاعت کے ذریعے یاد کرو میں تمھیں اپنی مغفرت کے ذریعے یاد کروں گا۔

آپ نے جو سوالات اٹھائے ہیں ان کا مختصر جواب یہ ہے:

مولانا مودودیؒ نے اقامت دین کے فریضے کو اپنے دور میں شروع کیا ہے۔ مولانا مودودی کی تحریک اقامت دین کے تذکرے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے یہ کام کسی نے نہیں کیا، یہ کام تو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ آپؐ کے بعد صحابہ کرام نے دنیا میں دین کو غالب کیا۔ اس وقت دنیا میں ساٹھ کے قریب مسلمان ریاستیں ہیں۔ پہلے یہ سب ایک حکومت کی شکل میں تھیں۔ دور زوال میں مسلمانوں نے اس ایک ریاست کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا اور اکثر ریاستوں میں شریعت کو بھی معطل کر دیا۔ لہٰذا اب ضروری ہے کہ ان تمام ریاستوں میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ تسلیم کی جائے اور ان میں شریعت بھی جاری کی جائے۔ اس کے لیے جدوجہد کرنا فریضہ وقت ہے۔ فریضہ وقت سے مراد یہ ہے کہ نماز کے وقت نماز پڑھی جائے، رمضان المبارک کا مہینہ آئے تو روزے رکھے جائیں۔ حج کا موقع آئے تو حج کیا جائے اور جہاد کا وقت آئے تو جہاد کیا جائے۔ جہاد کی وجہ سے بعض اوقات نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔ جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عصر اور بعض روایتوں میں آتا ہے ظہر، عصر، مغرب، عشاء قضا ہو گئی تھیں جو کہ عشاء کے وقت آپؐ نے ادا کیں۔

نفاذ شریعت کو میں نے جو وقت کا فرض کہا ہے وہ اس معنی میں ہے کہ تمام مسلمانوں کو اولین توجہ نفاذ

شریعت کی طرف دینی چاہیے۔ دوسری چیزیں ثانوی حیثیت اختیار کر لیں۔ فرائض کا تعین تو اللہ تعالیٰ نے خود کر دیا ہے اور ان کے اوقات بھی اس نے متعین کر دیے ہیں۔ جب دین قائم ہو تو اسے قائم رکھنا فریضہ وقت ہے اور جب قائم نہ ہو تو پھر اسے قائم کرنا فریضہ وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دین نازل فرمایا ہے وہ قائم کرنے کے لیے نازل فرمایا ہے، اس میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ بھی شامل ہیں اور نکاح و طلاق وراثت اور تجارت، اجارہ، عدالت اور سیاست سب شامل ہیں۔ قرآن پاک میں ان سب کا ذکر ہے۔ ان کو قائم کرنا اور ان کے مطابق معاشرے کو استوار کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ جب تک ہم اس دین کو قائم نہیں کریں گے اس وقت تک اس کو قائم کرنے کا بوجھ ہماری گردنوں پر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کو قائم اور غالب کرنے کی سعادت سے نوازے۔ (م - ع - م)

مشرک کے پیچھے نماز

س: ایک آدمی اللہ کی مدد بھی مانگتا ہے، رسولؐ سے بھی مانگتا ہے، اور صحابہؓ اور بزرگوں سے بھی مانگتا ہے۔ کیا یہ شرک نہیں ہے؟ اگر شرک ہے تو کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

ج: جب تک کسی کے مزعومہ مشرکانہ اقوال و اعمال کی بنا پر اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جاتا اس وقت تک وہ مسلمان ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ہمارے معاشرے میں غیراللہ سے مدد مانگنا، بزرگوں کو مشکلات میں پکارنا تاویلاً ہوتا ہے۔ اس لیے تاویل اور جہالت کی بنا پر مشرک ہونے کا حکم نہیں لگا دیا جاتا بلکہ ایسے اقوال پر تنقید کر کے لوگوں کو اس سے احسن انداز سے روکا جاتا ہے اور اصلاح کی جاتی ہے۔ آپ اجتماعیت کو برقرار رکھنے اور لوگوں کی اصلاح کی خاطر، فتووں کا طریقہ نہ اختیار کریں بلکہ واعظ اور مبلغ اور داعی حق کی حیثیت سے ایسے انداز سے نشتر لگائیں کہ مریض کا آپریشن بھی ہو جائے اور وہ تکلیف بھی محسوس نہ کرے۔

ہمارے معاشرے میں تمام علما کا یہی موقف ہے کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھی جائے گی جو تاویلاً غیراللہ کو اپنی مدد کے لیے پکارتے ہیں کیونکہ انھیں ان کی اس قسم کی پکاروں کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا گیا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا تھا: الصلٰوۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤ افا جتنب اساء تھم، نماز ان تمام کاموں سے اچھا کام ہے جو لوگ کرتے ہیں۔ اسی لیے جب لوگ اچھا کام کریں تو اچھائی میں ان کے ساتھ ہو جاؤ اور جب برا کام کریں تو ان کی برائی میں ان کا ساتھ دینے سے اجتناب کرو۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: صل وعلیہ بدعتہ، اس کے پیچھے نماز پڑھو اس کی بدعت کا نقصان اس کو ہو گا۔ (بخاری، باب امامتہ المفتون والمبتدع، ج ۱، ص ۹۶)۔ واللہ اعلم! (م - ع - م)

پردے میں غلو

س: ہمارے گاؤں میں گلی کے دونوں طرف ہمارے گھر ہیں اور خواتین کو آمدورفت کے لیے دکانوں کے سامنے سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ دکانوں میں عموماً لوگ بیٹھے رہتے ہیں۔ ایک رائے یہ دی گئی ہے کہ اگر آنے جانے والوں کو کوئی زحمت نہ ہو تو گلی کے اوپر پل سا تعمیر کر لو تاکہ خواتین پردے میں جا سکیں۔ گزارش ہے کہ اس کی شرعی حیثیت کے بارے میں بتائیں۔ کیا میں ایسا پل تعمیر کروا دوں؟

ج: جہاں تک خواتین کے لیے گلی میں پل بنانے کا تعلق ہے تاکہ خواتین کا پردہ نہ ٹوٹے تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی خواہش حضرت عمرؓ نے کی تھی کہ عورتیں پردے میں بھی نظر نہ آئیں، لیکن ان کی اس خواہش کو پورا نہ کیا گیا اور ازواج مطہرات اور دوسری خواتین اسلام کو اپنے ضروری کاموں کے لیے باپردہ نکلنے کی اجازت مل گئی، اس کے باوجود کہ ان کے باپردہ جسم پر لوگوں کی نظریں پڑیں۔ چنانچہ نبی کریمؐ نے حضرت سودہؓ سے فرمایا: قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ (بخاری شریف)، "تمھیں اجازت دے دی گئی ہے کہ تم اپنے ضروری کام کے لیے نکلو"۔ اس لیے آپ کی یہ تجویز ایک طرح کا غلو ہے اور شریعت اس غلو کی قائل نہیں ہے۔ اس لیے آپ خواتین کو صرف یہ تلقین کریں کہ وہ جب گلی میں نکلیں تو اچھی طرح پردہ کر کے نکلیں اور اسی وقت نکلیں جب انھیں نکلنے کی فی الواقع کوئی ضرورت ہو، بلاوجہ آمدورفت سے پرہیز کریں۔ (م-ع-م)

زکوٰۃ کے بعض مسائل

س: میں خود غریب آدمی ہوں۔ میرے تین بچے ہیں جو بالغ ہیں۔ میری والدہ نے مجھے دس تولے سونا دیا تھا۔ جو میں نے اپنے تینوں بچوں کی شادی کے سلسلے میں اس طرح تقسیم کر دیا ہے کہ دونوں لڑکوں کو تین تین تولہ اور چھوٹی بیٹی کو چار تولے دے دیا ہے۔ دونوں لڑکے کام وغیرہ کرتے ہیں۔ چھوٹی بیٹی میرے ساتھ ہے۔ اب ان پر سال پورا ہو جائے تو زکوٰۃ کس طرح نکالی جائے گی؟ اس سونے کے ساتھ چاندی وغیرہ نہیں ہے۔ اگر سال کے بعد میرے بچوں کے پاس ضروریات زندگی کا خرچ نکال کر کچھ پیسے بچ جائیں تو زکوٰۃ ہر ایک کو علیحدہ دینی پڑے گی یا دس تولے سونے کی جو تینوں بچوں کو الگ الگ کر کے دے دیا گیا ہے (جو ان کی شادی کے لیے رکھا گیا ہے) ان کی ایک ساتھ زکوٰۃ نکالنی پڑے گی؟ قرض کی ایسی رقم جو کسی کو دی گئی اور واپسی کا

معلوم نہیں ہے کب دیں گے' اس رقم کی زکوٰۃ کس طرح نکالی جائے گی؟ بچوں کی شادی کے سلسلے میں اگر کچھ رقم جمع کی جائے تو کیا ایسی جمع شدہ رقم پر بھی سال پورا ہونے پر زکوٰۃ نکالی جائے گی؟ مکان بنانے یا کاروبار کرنے کے سلسلے میں یا مکان کو لیز کرانے کے سلسلے میں جو رقم جمع کی جائے تو کیا سال پورا ہونے پر اس پر بھی زکوٰۃ ادا کی جائے گی؟

ج: زکوٰۃ اس آدمی پر آتی ہے جس کے پاس نقد' سونا' چاندی اور دیگر سامان جس پر زکوٰۃ عائد ہ سارا مل کر مقدار نصاب کو پہنچ جائے۔ اگر آپ کی بیٹیوں کے پاس سونے کی مذکورہ مقدار کے علاوہ کو نقد روپیہ' ان کی اصل ضروریات (جن میں سامان خورد و نوش' گھریلو سازوسامان' شادی کے لیے خریدا والا سازوسامان' لباس وغیرہ سب شامل ہیں) سے زائد' اتنی مقدار میں ہو کہ سونے کی قیمت اور نقد دونوں مل کر مقدار نصاب کو پہنچ جائیں تو پھر ان پر زکوٰۃ ہو گی ورنہ نہیں۔ اسی طرح آپ پر بھی زکوٰۃ ہے۔ شادی کے سامان کے لیے جو رقم اکٹھی کی ہے اس پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ زکوٰۃ اسی مال پر عائد ہے جو بنیادی ضروریات' خوراک' لباس' مکان' گھریلو سازوسامان وغیرہ سے زائد ہو۔ اس اصول کو مد نظ کر آپ اپنے بارے میں فیصلہ کرلیں کہ آپ پر زکوٰۃ عائد ہوتی ہے کہ نہیں۔ اسی طرح بیٹیوں کے میں اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرلیں۔ اگر انسان کے پاس رہایش کے لیے سرکاری یا غیر سر ادارے کا مکان ہو اور اس کی گزراوقات بھی بہ آسانی ہو رہی ہو' کوئی تنگی نہ ہو تو پھر مکان بنانے کے رقم جمع کی ہو اور جو سال بھر محفوظ پڑی رہی ہو' اس پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ ادا کر دینا بہتر ہے۔ کا کے لیے جمع رقم پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔

کوئٹہ میں

ترجمان القرآن

حاصل کرنے کے لیے

۱۔ اورینٹ ڈسٹری بیوٹرز' آرٹ اسکول روڈ' فون : 42907

۲۔ جناح بک اسٹال' جناح روڈ

۳۔ مکتبہ الہدیٰ ' پٹیل روڈ

۴۔ پرنس بک اسٹال' پرنس روڈ

۵۔ بشیر احمد نیوز ایجنٹ' میزان چوک